THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

اسلام کا تصورِ اعتدال: تحقیقی جائزہ

THE CONCEPT OF MODERATION IN ISLAM: A RESEARCH STUDY

1- Abdul Raheem Bhurgri
Email: abdulraheembhurgri@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0001-3006-4748

Ph.D. Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

2- Bashir Ahmed Rind
Email: bashir_rind2006@yahoo.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-6555-4301

Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

To cite this article:
Bhurgri, Abdul Raheem, and Bashir Ahmed Rind. "THE CONCEPT OF MODERATION IN ISLAM: A RESEARCH STUDY." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 11, no. 2 (December 2025).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue21urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 11, No. 2|| July -December 2025|| P. 49- 68
DOI:	10.29370/siarj/issue21urduar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2025-12-07
Journal Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR	Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library	Advanced Sciences Index

CC BY NC SA
Open Access

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

اسلام کا تصور اعتدال: تحقیقی جائزہ

THE CONCEPT OF MODERATION IN ISLAM: A RESEARCH STUDY

Abdul Raheem Bhurgri, Bashir Ahmed Rind

ABSTRACT:
Moderation (اعتدال) which is virtue of justice, of balance, and of temperance, is the perfect social order that would guarantee human well-being through avoiding overindulgence and underindulgence. Islam is also a full-fledged, moderate system of life, which demands equity in all aspects: doctrine, worship, economy, society, and politics, and is combined under one ethical-moderate paradigm. In contrast to religions, which are closed to rituals, Islam is a practical code of conduct, covering belief, devotions, and economy, social ties, government, rights of husbands and wives, father relations with his children and subjects, and relations among individuals. This paper will take a systematic look at moderate teachings of Islam and through the support of verses in the Quran, the traditions of the Prophet and the life of the exemplary Prophet Muhammad, (PBUH). It clarifies moderating values of faith (عقائد), worship (عباده), economic justice, social peace, political justice, reciprocal marital relationships, family obligations and civic relationships, which imprints the general paradigm of wasatiyyah (moderation) within the framework of Islam as the basis of human prosperity.

KEYWORDS: Moderation, Justice, Worship, Society, Fairness, Zakat, Mercy.

کلیدی الفاظ: اعتدال، عدل، عبادات، معاشرت، انصاف، زکوۃ، رحمت۔

اعتدال کا تعارف:

اعتدال عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی میانہ روی، توازن، برابری، اور سیدھی راہ پر چلنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو کمی اور بیشی سے بچا کر درمیانی حالت میں رکھنا۔ مثال کے طور پر: گرمی اور سردی میں درمیانی حالت کو موسمی اعتدال کہا جاتا ہے اور کھانے پینے میں توازن کو اعتدالِ بعام کہا جاتا ہے۔ اصطلاحًا اعتدال سے مراد ہے زندگی کے تمام پہلوؤں میں درمیانہ راہ اختیار کرنا، نہ حد سے تجاوز کرنا اور نہ کمی کرنا، بلکہ عدل، توازن اور میانہ روی کو اپنانا۔[1]

اسلامی تعلیمات میں اعتدال کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے عقائد، عبادات، معاملات، معیشت، معاشرت اور سیاست میں ایسا توازن پیدا کرے جو عدل، انصاف اور شریعت کے مطابق ہو، اس میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہ ہو۔[2]

اسلام میں اعتدال کی اہمیت:

انسان کی دینی زندگی ہو یا معاشی، خانگی زندگی ہو یا معاشرتی، سیاسی زندگی ہو یا بین الاقوامی تعلقات، ان سب میں وہ تبھی کامیاب و کامران ہو سکتا ہے جب وہ زندگی کے ہر معاملے میں افراط و تفریط سے پاک، معتدل و متوازن زندگی کو اپنائے۔ اگر انسان کسی بھی امر میں راہِ اعتدال سے تجاوز کرے گا یا اس میں کمی و کوتاہی کرے گا تو ہرگز کامیاب نہیں ہو پائے گا۔

دین اسلام چوں کہ ایک جامع، کامل اور ہمہ گیر نظامِ حیات ہے لہذا وہ متوازن اور معتدل نظامِ حیات پیش کرتا ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں عدل، انصاف اور توازن کے اصولوں کو قائم رکھتا ہے۔ اسلام کی بنیاد صرف عبادت اور عقیدے پر نہیں بلکہ ایک جامع عملی ضابطۂ حیات پر ہے جس میں عقائد، عبادات، معیشت، معاشرت اور سیاست سب ایک ہی اخلاقی اور اعتدالی محور کے گرد گھومتے ہیں، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو افراط و تفریط سے بچا کر امت وسط (اعتدال پسند امت) بننے کا حکم دیا ہے تاکہ انسان اپنی زندگی میں اعتدال، انصاف اور اخلاقی توازن کو قائم رکھ سکے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] Afriqi, Ibn Manzur, Muhammad bin Mukarram, Abu al-Fadl Jamal al-Din, Misri, Lisan al-Arab, vol. 11, Dar Sadir, Beirut, Lebanon, 1414 AH, p. 430.

[2] Rahmani, Khalid Saif Allah, Maulana, *Qamus al-Fiqh*, vol. 1, Zamzam Publishing, Karachi, 2007 AD, p. 320.

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا[3]۔ "اوراسی طرح ہم نے تمہیں ایک میانہ رو امت بنایا"

اسی طرح زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کا حکم دیتے ہوئے ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ[4]

"اپنی چال چلت میں میانہ روی اختیار کر"

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

خَيْرُ الأُمُورِ اَوسَطُهَا[5]۔ "سب سے بہتر امر میانہ روی ہے"

یعنی امت مسلمہ کو چاہیے کہ اعتدال، توازن، انصاف اور میانہ روی کی راہ پر چلے۔

ویسے تو اسلام میں تصورِ اعتدال کے بیشمار پہلو ہیں ان سب کا احاطہ کرنا یقیناً مشکل ہے، تاہم اس کے چند بنیادی اور نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

عقائد میں اسلام کا تصور اعتدال:

عقیدہ انسان کے پختہ خیال یا نظریے و سوچ کو کہا جاتا ہے جو جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، جیسی انسان کی پختہ سوچ اور فکر ہوگی، اسی کے مطابق اس کے اعمال ہوں گے۔ اسی لیے اسلام سب سے پہلے انسان کے عقیدے، سوچ و فکر کی اصلاح کرتا ہے اور اس میں بھی راہِ اعتدال اپنانے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کے عقیدے کے نتیجے میں صادر ہونے والے اعمال بھی معتدل رہیں۔

اہلِ کتاب کی حالت یہ تھی کہ یہود نے عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا، اسی کے ساتھ یہود خدا کی تجسیم اور عیسائی تثلیث کے قائل ہوگئے۔ چونکہ یہ خدا کے شان میں کمی اور پیغمبروں کے شان میں حد سے تجاوز تھا جو عقیدے کی خرابی تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے انھیں اس افراط و تفریط سے روکتے ہوئے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ[6]۔ "اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو"

اس آیتِ کریمہ میں اگرچہ اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو دی گئی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہیں یہ کہا گیا تھا کہ دین

[3] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Baqarah: 143.

[4] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Luqman: 19.

[5] Al-Sudais, Abdul Rahman bin Abdul Aziz, *Bulugh al-Amal fi Tahqiq al-Wasat wa al-I'tidal*, Riyadh, 3rd ed., 1438 AH, p. 22.

6 *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nisa: 171.

میں عقائد کے بارے میں جتنی تعلیم دی گئی ہے اسی پر عمل کرو،اس میں حد سے تجاوز نہ کرو مگر یہی تعلیم مسلمانوں کے لیے بھی ہے کہ عقائد میں راہِ اعتدال کو اپناؤ جو خدا نے مقرر کی ہے،اپنی طرف سے اس میں کمی بیشی نہ کرو۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے توحید، رسالت اور آخرت انتہائی اہم ہیں۔ دیگر عقائد کی طرح ان تمام عقائد میں بھی توازن اور اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے:

1۔توحید میں اعتدال:

اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اعتدال سکھایا ہے؛نہ اللہ کو مخلوق کی طرح قرار دیا گیا اور نہ مخلوق کو الوہیت کا درجہ دیا گیا، چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ[7]۔ "اس(اللہ تعالیٰ) جیسی کوئی چیز نہیں"

یہ عقیدہ انسان کو جس طرح شرک ودہریت سے بچاتا ہے اسی طرح خدا کو انسان کے مقام پر لے آنے یا کسی انسان کو خدا کے مقام پر لانے سے روکتا ہے۔

2۔رسالت میں اعتدال:

اسلام نے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کے احترام و تعظیم کو لازمی قرار دیا ہے مگر ان کے بارے میں الوہیت یا خدائی صفات ماننے سے منع کیا ہے، چناں چہ یہود ونصاریٰ کے عقائدی حالات دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں مسلمان بھی میرے بارے میں حد سے تجاوز نہ کر جائیں اس لیے مسلمانوں کو اپنے بارے میں اعتدال کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ[8]۔

"مجھے حد سے بڑھا کر نہ سراہو جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو سراہا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا میرے بارے میں کہو کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے"

اسلام کی یہی تعلیمات عقیدہ رسالت میں اعتدال وتوازن پیدا کرتی ہے۔

3۔ آخرت کے تصور میں اعتدال:

7 *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Shura: 11.

8 Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, *Sahih Bukhari*, Kitab Ahadith al-Anbiya, Dar al-Salam, 1433 AH, vol. 3, p. 599, Hadith: 3445.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

عقیدۂ آخرت انسان کو ذمہ دار اور اپنے اعمال کا جواب دہ ٹھہراتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو یہ باور کراتا ہے کہ مرنے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ زندگی اگلی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتی ہے اور اسی منزل میں آپ کو اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہوگا۔ اگر اس دنیا میں آپ نے ذمہ دارانہ زندگی گزاری، اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کیے، کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہیں کی، تو آپ کے لیے جزائے خیر یعنی جنت ہے، جس میں تمام قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ دوسری صورت میں آپ کے لیے جہنم کی صورت میں سزا ہے، جس میں ہر طرح کی تکالیف و مشقتیں ہوں گی۔

اسلام نے آخرت پر ایمان کو لازم تو قرار دیا مگر دنیا کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دی کہ کوئی شخص آخرت کی تلاش میں رہبانیت اختیار کر لے اور گوشہ نشین بن جائے، بلکہ دنیا کی نعمتوں ست متمتع ہونے کو حلال اور جائز قرار دیا، چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا [9]

"اللہ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے، اس کے ذریعے آخرت کا گھر حاصل کرو اور دنیا میں اپنا حصہ مت بھولو"

ترکِ دنیا کو اسلام نے ناپسند فرمایا، چناں چہ نصاریٰ کے ترکِ دنیا (رہبانیت) کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ رَهْبَانِيَّةَ-ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَاۚ [10]۔

"اور (جہاں تک بات ہے) رہبانیت (ترکِ دنیا) کی تو یہ بدعت انہوں (نصاریٰ) نے خود دین میں اپنی طرف سے ایجاد کی تھی، ہم نے ان پر مقرّر نہیں کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کے لیے پیدا کی تھی پھر اسے نبھایا بھی نہیں جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا"

حضور اکرم ﷺ نے ترکِ دنیا (رہبانیت) کے عقیدے کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لاصیرورۃ فی الاسلام [11]۔ "اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں"

اسلام کا عقیدۂ آخرت، دنیا و آخرت دونوں میں اعتدال کا ضامن ہے، جو انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا سے ہی

---

9 *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Qasas: 77.

10 *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Hadid: 27.

11 Abu Dawud, Sulayman bin al-Ash'ath al-Sijistani, *Sunan Abu Dawud*, Kitab al-Manasik, Bab: La Sirura fi al-Islam, Dar al-Salam, Riyadh, 1428 AH, vol. 2, p. 368, Hadith: 1729.

آخرت کی طرف راستہ جاتا ہے، لہذا اپنی دنیا بھی اچھی بناؤ اور اپنی آخرت کا سامان بھی یہاں سے لے کر جاؤ۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ[12]

"اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ان لوگوں کے لئے ان کے کمائے ہوئے اعمال سے حصہ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی جو دنیا و آخرت کی بھلائی اور آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ دنیا کی بھلائی میں کشادہ رزق، کشادہ گھر، اچھی بیوی یا شریک حیات، اچھے پڑوسی اور صحت وعافیت کی زندگی وغیرہ شامل ہے اور آخرت کی بھلائی میں آسان حساب، جنت کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہے۔ عقیدۂ آخرت کے حوالے سے یہ بہت معتدلانہ فکر ہے، جو نہ تو انسان کو مادیت میں مبتلا کرتا ہے اور نہ فکرِ آخرت سے لاپرواہ کرتا ہے۔

عبادات میں اسلام کا تصورِ اعتدال:

انسان کا ایک تعلق اپنے خالق سے ہوتا ہے اور دوسرا تعلق انسانی معاشرے اور کائناتی اشیاء کے ساتھ ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق، انسانی معاشرے اور کائناتی اشیاء سے معتدلانہ اور متوازن ہو۔ نہ تو انسان کا خالق سے رابطہ منقطع ہو اور نہ ہی سماج سے الگ ہو کر رہے، بلکہ دونوں کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ تعلق کے ساتھ رہے۔ اسلام نے جو عبادات فرض کی ہیں، وہ دراصل بندوں کا خالق اور اس کی مخلوق سے منصفانہ اور معتدلانہ تعلق پیدا کرتی ہیں اور وہ انسان کی روحانی تربیت کر کے اس کی عملی زندگی میں اعتدال و توازن پیدا کرتی ہیں۔

ویسے تو ہر اچھا عمل جو نیک نیتی، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کے حصول کے لیے کیا جائے، اسلام میں عبادت کہلاتا ہے، مگر ہم ان چار اہم عبادات کے بارے میں اسلامی تعلیمات ذکر کرتے ہیں جو انسان کو دائمی عبادت کے لیے تیار کرتی ہیں اور انسان کی عملی زندگی میں اعتدال و توازن پیدا کرتی ہیں اور وہ ہیں: نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔

[12] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Baqarah: 201, 202.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

1۔ نماز:

نماز اسلام کی سب سے اہم عبادت ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ[13]

"بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں لہذا میری بندگی کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز قائم کرو"

اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ایک ذریعہ ہے۔ یعنی دن میں پانچ وقت نماز پڑھ کر انسان اپنے مالک و خالق کو یاد کرتا ہے اور اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ایک مالک و معبود ہے جو اسے دیکھ رہا ہے اور یہ اسے یاد کر رہا ہے اور بھولا نہیں ہے۔ اس طرح بندے کا خدا سے تعلق قائم رہتا ہے۔

ایک روایت میں اس تعلق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الصلوٰۃ معراج المومن[14] "نماز مومن کی معراج ہے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ معراج کی شب اللہ تعالیٰ سے براہِ راست ہم کلام ہوئے تھے، اسی طرح مومن نماز میں پانچ وقت خدا سے براہِ راست ہم کلام ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ اذا حزبہ امر صلی[15]

"رسولِ اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے"

مطلب کہ خدا کو یاد کر کے، اس سے اپنا تعلق قائم کر کے اس سے مدد چاہتے تھے۔

اسی طرح نماز انسان میں عاجزی، نظم و ضبط اور تقویٰ پیدا کرتی ہے اور اسے بے حیائی اور برے اعمال سے روکتی ہے۔

چناں چہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ [16]۔ "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔

---

[13] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Taha: 4.

[14] Al-Razi, Fakhr al-Din, *Tafsir al-Kabir*, Beirut, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, vol. 1, p. 226.

[15] Abu Dawud, *Sunan*, Kitab Salat al-Istisqa, vol. 1, p. 835, Hadith: 1192.

[16] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Ankabut: 45.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

ظاہر ہے کہ انسان کی بے حیائی اور برے عمل کا تعلق سماج سے ہوتا ہے، وہ جب بھی کوئی حیا باختہ عمل کرے گا یا کوئی بھی برا عمل کرے گا تو اس سے انسانی سماج یا خدا کی کائنات متاثر ہو گی۔ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو نماز انسان میں معاشرتی حیا پیدا کرتی ہے اور اسے یہ احساس دلاتی ہے کہ تم نے ابھی ابھی خدا سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس بار معاف کردے، آئندہ آپ کوئی برائی اور بے حیائی کا عمل نہیں کروگے۔ اور یہ احساس انسان کو برائیوں سے روکتا ہے۔ پھر نماز پانچ متعین اوقات میں باجماعت ادا کی جاتی ہے، جس سے ایک تو انسان میں اوقات کی پابندی اور نظم وضبط پیدا ہوتا ہے تو دوسری طرف سماج کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ لوگوں سے جان پہچان پیدا ہوتی ہے اور کسی کو مشکل میں دیکھ کر انسان اس کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح نماز بندے اور خدا اور بندے اور سماج کے ساتھ تعلق اور ربط پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور یہی اعتدال پسندی ہے کہ انسان کا اپنے خالق سے بھی تعلق قائم ہو تو اس کے بندوں سے بھی رابطہ ہو، مگر نماز میں بندے کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ ساری رات جاگ کر نماز پڑھتا رہے کیونکہ یہ حد سے گزرنا ہے، چناچہ ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ کے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گھر تشریف لائے اور اہل خانہ سے آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا، جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت بتائی گئی تو انھوں نے اسے معمولی سمجھا اور آپس میں کہنے لگے: آپ ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں لیکن ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیے، چناں چہ ایک نے قسم کھائی کہ وہ ہر رات ساری رات جاگ کر نماز پڑھتا رہے گا، دوسرے نے کہا وہ روزانہ دن کو روزے رکھے گا اور تیسرے نے کہا کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا (تاکہ ہمہ وقت خدا کی بندگی میں مصروف رہیں)، جب آپ ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، رات کو نماز پڑھتا بھی ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور میں عورتوں سے شادیاں بھی کرتا ہوں اور یہ میری سنت ہے، سو جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں "[17]

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتا تھا مگر آپ ﷺ کی نماز اور آپ ﷺ کا خطبہ درمیانہ ہوتا تھا"[18]

---

[17] Bukhari, *Sahih*, Kitab al-Nikah, Bab: al-Targhib fi al-Nikah, vol. 5, pp. 95-96, Hadith: 5063.

[18] Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa bin Musa, *Jami Tirmidhi*, Bab: Khutba Mukhtasar Dene ka Bayan, Naumani Kutub Khana, vol. 1, p. 326, Hadith: 507.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نماز اور دیگر عبادات میں اعتدال کو پسند کرتا ہے۔

2۔روزہ:

روزہ بھی نماز کی طرح ایک بدنی عبادت ہے، جس میں طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے اللہ کی رضا کی خاطر اجتناب کیا جاتا ہے۔ روزہ بھی ایک طرف بندے کا تعلق خدا سے قائم کرتا ہے تو دوسری طرف بندے میں بھوکوں، پیاسوں اور حاجتمندوں کے لیے احساس پیدا کرتا ہے۔

روزہ میں اعتدال کی تعلیم اس طرح دی گئی ہے کہ روزہ نہ تو 24 یا 48 گھنٹے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور نہ ہی بارہں مہینے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ انسان کی برداشت سے باہر ہے بلکہ عموماً روزہ 12 یا 14 گھنٹے کا ہوتا ہے اور سال میں ایک مہینہ روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے روزہ معتدلانہ عبادت بن جاتا ہے۔

روزہ جسمانی وروحانی تربیت کا ذریعہ ہے لیکن اسلام نے اسے بھی رہبانیت نہیں بننے دیا بلکہ اسے افراط و تفریط سے پاک معتدل و متوازن عبادت بنایا ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص سوائے رمضان مہینے کے روزانہ روزے رکھے، کیونکہ اس طرح انسان ایک طرف خود پر جبر کرے گا تو دوسری طرف دوسرے انسانوں کے حقوق میں بھی کمی کوتاہی کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ کو یہ پتا چلا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روزانہ روزے رکھتے ہیں اور ساری رات جاگ کر عبادت کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اس عمل سے روکتے ہوئے فرمایا:

> صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا[19]۔
>
> "اے عبداللہ! کبھی روزہ کھو، کبھی نہ رکھو، رات کے وقت نماز (نفل کچھ وقت) پڑھو مگر سو بھی جاؤ، کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے"

روزانہ روزے رکھنے اور ساری رات جاگ کر نفلی عبادت کرنے سے جسم کے حق بھی ادا نہیں ہو پائیں گے تو بیوی اور اہل وعیال کے حقوق بھی پامال ہوں گے۔ اس طرح روزے میں بھی اعتدال کا درس دیا گیا۔

---

[19] Bukhari, *Sahih*, Kitab al-Nikah, Bab: Li Zawjika Alayka Haqq, vol. 5, p. 179, Hadith: 5199.

3۔ زکوۃ اور صدقات میں اعتدال:

زکوۃ ایک مالی عبادت ہے۔زکوۃ ایک طرف بندے کو یہ احساس دلاتی ہے کہ جو کچھ مال و متاع تمہارے پاس ہے وہ خدا کی دین و عطا ہے۔اس پر سانپ بن کر نہ بیٹھو اور نہ ہی قارون کی طرح اسے اپنے علم و ہنر کا نتیجہ سمجھ کر خدا کی ناشکری کرو بلکہ اس مال کا کچھ حصہ ہر بارہں مہینوں کے بعد اللہ کی رضا کی خاطر اس کے ضرورت مند بندوں پر خرچ کیا کرو۔ اس طرح ایک طرف اللہ کی نعمتوں کی شکر گذاری ہو گی تو دوسری طرف بندوں کی مالی معاونت ہو گی۔اس طرح آپ کا تعلق خدا سے بھی قائم رہے گا تو خدا کے بندوں سے بھی قائم رہے گا اور یہی توزن و اعتدال ہے۔ لیکن اسلام نے زکوۃ میں بھی اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔نہ بندوں پر یہ لازم کیا کہ سارا مال یا نصف یا چوتھائی اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور نہ ہی یہ اجازت دی کہ بالکل ہاتھ گردن سے باندھ کر رکھیں کہ کچھ بھی خرچ نہ کریں بلکہ سونے، چاندی، نقدی اور کاروباری مال پر ڈھائی فی صد زکوۃ رکھی گئی اور مویشیوں کے خاص نصاب پر بھی خاص حساب سے زکوۃ رکھی گئی جو بھی تقریباً اتنی ہی بنتی ہے، تاکہ زکوۃ دہندگان پر بوجھ بھی نہ ہو اور حاجت مندوں کی حاجت بھی پوری ہو۔
مطلب کہ اسلام نے زکوۃ کی صورت میں مال خرچ کرنے کو لازم تو قرار دیا مگر اعتدال کے ساتھ۔اسی طرح خیرات و صدقات میں بھی اعتدال کی تعلیم دی کہ نہ اسراف سے کام لو اور نہ ہی بخل سے، چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[20] "اور جو رزق ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں"
ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا[21]

"نہ تو اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو اور نہ ہی بالکل کھول دو کہ ملامت زدہ اور حسرت کے ہاتھ ملتے رہ جاؤ"

اسلام نہ صرف زکوۃ و صدقات میں اعتدال سے گذرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ ذاتی اخراجات میں بھی اعتدال سے بڑھنے نہیں دیتا، چناں چہ قرآن مجید میں اللہ کے صالح بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا[22]۔

---

[20] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Baqarah: 3.
[21] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Bani Isra'il: 29.
[22] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Furqan: 67.

"اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی برتتے ہیں، بلکہ ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان معتدل ہوتا ہے"

ان آیات سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ وصدقات اور ذاتی اخراجات میں اسلام نے اعتدال کی تعلیم دی ہے اور افراط و تفریط سے روکا ہے۔

4۔حج میں اعتدال:

حج ایک جامع عبادت ہے، جو بدنی کے ساتھ مالی عبادت بھی ہے۔حج کے لیے مکہ مکرمہ جاناپڑتا ہے جہاں مخصوص اوقات میں کچھ مقدس مقامات کی زیارت کی جاتی ہے اور مخصوص عبادات سرانجام دی جاتی ہیں۔حج میں اعتدال اس طرح قائم کیا گیا کہ :ان لوگوں پر اللہ کی رضا کے لیے(زندگی میں ایک مرتبہ)حج فرض کیا گیا جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں[23]۔

اگر ہر امیر وغریب پر حج فرض کیا جاتا تو غرباء کے لیے بہت مشکل ہوتا اور اگر امراء پر ہر سال حج فرض کیا جاتا تو ان پر بھی گراں گزرتا لہذا صرف امیروں پر جو مکہ مکرمہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، زندگی میں ایک مرتبہ فرض کیا گیا۔اس طرح حج جیسی جامع عبادت میں بھی اعتدال وتوازن کو قائم رکھا گیا۔

یہی جامع تعلیم اسلام کی اعتدال پسند روح کی عکاسی کرتی ہے۔

معاشرت میں اسلام کا تصور اعتدال:

اسلامی معاشرت کا نظام بھی اعتدال پر مبنی ہے۔اس میں فرد، خاندان اور معاشرے کے حقوق میں توازن موجود ہے۔والدین، اولاد، ہمسائے، دوست حتیٰ کہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کا حکم دیا گیا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[24]۔"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا ۔هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ۔اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ[25]

[23] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Al Imran: 97.
[24] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nahl: 90.
[25] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Ma'ida: 8

"اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہو اور کسی قوم کی دشمنی اس کے ساتھ ناانصافی پر تمہیں نہ ابھارے، انصاف کرو، یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تمہارے سارے اعمال سے باخبر ہے"

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہے کہ اسلام عدل چاہتا ہے اور وہ بھی بلا اپنے اور پرائے، دوست اور دشمن کی تفریق کے۔ یہی تو معتدل و متوازن نظامِ انصاف ہے جس سے معاشرے قائم رہتے ہیں۔

اسی طرح اسلام نے معاشرتی رشتوں کو محبت، رواداری، عفو و درگزر اور انصاف پر قائم رکھا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ جو اپنے لیے پسند ہے وہی دوسرے افرادِ معاشرہ کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے پسند نہیں وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہیں ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[26]۔

"اور تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔

یہی تعلیم ایک متوازن معاشرے کی بنیاد رکھتی ہے جو محبت اور عدل پر قائم ہے۔

اسلام نہ تو رہبانیت کا قائل ہے کہ راہبوں، جوگیوں اور بھکشوؤں کی طرح انسان دنیا سے کٹ کر گوشہ نشین بن جائے اور نہ بے لگام آزادی کو پسند کرتا ہے جو فتنہ و فساد کو جنم دے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے پیروکار عدل وانصاف کے ساتھ معتدل و میانہ روامت کا کردار ادا کریں۔ اسی طرح اسلام تمام انسانوں کو اللہ کے بندے اور ایک مرد و ایک عورت کی اولاد قرار دے کر انھیں مساوات و برابری کا درجہ دیتا ہے، کسی کو نسل، رنگ، زبان یا مال و دولت کی بنا پر فضیلت نہیں دیتا بلکہ انسانی رویوں اور کردار کو اہمیت دیتا ہے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادِ گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا

[26] Bukhari, *Sahih*, Kitab al-Iman, Bab: Man al-Iman an Yuhibb al-Akhahu Ma Yuhibb li Nafsih, vol. 1, pp. 85-86, Hadith: 13.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

لِأَعْجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى [27]۔

''اے لوگو! خبردار! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدمؑ) بھی ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے (احمر) کو کسی کالے (اسود) پر، اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے، مگر تقویٰ کے سبب''۔

یہ تعلیم معاشرتی عدل اور مساوات کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

خاندان و معاشرہ اور اس میں حقوق و فرائض کا توازن:

اسلام نے خاندان کو معاشرتی وحدت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اسلامی معاشرت میں ہر فرد کے حقوق کے ساتھ اس کے فرائض بھی متعین کیے گئے ہیں۔ شوہر و بیوی، والدین و اولاد سب کے درمیان حقوق کا توازن اور انصاف قائم کیا گیا ہے۔ جہاں شوہر کو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا[28] وہاں بیوی کو اپنے شوہر کی ہر جائز بات میں اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا گیا[29]، جہاں والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک رکھنے اور ان کے اخلاق کی تربیت کرنے کا حکم دیا گیا[30] وہاں بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ اچھے سلوک رکھنے اور ان کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرنے کا حکم دیا گیا[31]، آپ ﷺ نے تمام اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي [32]۔

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں''۔

---

[27] Hanbal, Ahmad bin Muhammad bin Ahmad, Imam, *Musnad Imam Ahmad bin Hanbal*, Muassisa al-Risala, Riyadh, 1st ed., 1421 AH, Hadith: 23419.
[28] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nisa: 19.
[29] Ibid: 34.
[30] Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Ibn Majah, *Sunan Ibn Majah*, Abwab al-Adab, Kitab: Hamsaygi ke Huqooq, Dar al-Salam, Riyadh, 1428 AH, vol. 5, p. 82, Hadith: 3671.
[31] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Bani Isra'il: 23.
[32] Tirmidhi, Muhammad bin Isa bin Musa, *Sunan Tirmidhi*, Hadith: 3895; Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Ibn Majah, *Sunan Ibn Majah*, Dar al-Salam, Riyadh, 1428 AH, Hadith: 1977.

اسی طرح اسلام نے تمام رشتہ داروں، ہمسایوں، یتیموں مسکینوں، مسافروں، ساتھ کام کرنے والوں اور اپنے نوکروں وملازموں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا درس دیا ہے[33] تاکہ ایک معتدل اور متوازن معاشرہ قائم ہو سکے جو ایک دوسرے کا مدد گار اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے کام آنے والا ہو۔

لباس وطرز زندگی میں اعتدال:

اسلام مرد وعورت کے لباس کی حدود تو مقرر کرتا ہے تاکہ دونوں کی ستر پوشی ہو اور وہ خوشنما لگیں اور ایسی چیزیں زیبِ تن کرنے سے روکتا ہے جو مشرکانہ عقائد کی نمائندگی کرتی ہوں یا جو تکبر وغرور کو ظاہر کرتی ہوں، اسی طرح اسراف وفضول خرچی سے روکتا ہے کیونکہ وہ حد سے گزرنا ہے لیکن اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتا کہ کوئی اچھا لباس پہنے، زیب وزینت کی چیزیں زیبِ تن کرے، اپنا حلیہ اچھا بنائے، اچھی سواری رکھے، اچھا گھر بنائے یا استعمال کی چیزوں میں نزاکت وحسن پسندی کو اختیار کرے۔ اسی طرح وہ حلال وپاکیزہ چیزوں کے کھانے پینے اور استعمال کرنے سے بھی نہیں روکتا، ہاں البتہ اسلام ہر معاملے میں اسراف کو پسند نہیں کرتا بلکہ اعتدال ومیانہ روی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے انسان کو لباس وکھانے پینے اور طرزِ زندگی میں آزادی دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَ جَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِؕ-قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِؕ-كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ [34]۔

"(اے رسول ﷺ) آپ ان سے فرمائیں کہ اللہ کی اُن زیب وزینت کی چیزوں کو کس نے تم پر حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں؟ اور پاکیزہ رزق کو (کس نے حرام کیا ہے؟) تم فرماؤ: یہ دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں، قیامت میں تو خاص انہی کے لیے ہوں گی۔ ہم اسی طرح علم والوں کے لئے تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں"

ایک اور آیت میں ارشادِ ربانی ہے:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا[35]۔

"اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت اپنا (زیب وزینت والا) لباس اختیار کرو، اور کھاؤ، پیو، مگر اسراف

[33] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nisa: 36.
[34] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-A'raf: 32.
[35] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-A'raf: 31.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

(حد سے زیادہ خرچ یا استعمال) نہ کرو"۔

اسلام چاہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر اپنے انعامات کی نوازش کی ہے تو شکر بجاآوری کے طور پر اس کا اظہار بھی کرنا چاہیے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ان اللہ یحب ان یریٰ اثر نعمتہ علی عبدہ[36]

"بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندے پر دیکھے"

اخلاق و کردار میں اعتدال:

اسلامی معاشرت کا بنیادی ستون اخلاق ہے۔ اسلام غصہ، حسد، بغض اور تکبر سے روکتا ہے، جبکہ عفو، صبر، عدل، تواضع اور سخاوت کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ[37]۔

"اور (وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جو) غصے کو قابو میں رکھتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں"۔

اسلامی معاشرت میں افراد ایک دوسرے کے خیر خواہ اور مددگار ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ[38]۔

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

اسلامی معاشرت میں خواتین کا مقام:

اسلام نے خواتین کو معاشرتی زندگی میں باعزت مقام عطا کیا ہے۔ انہیں وراثت، تعلیم، نکاح اور رائے دینے کے حقوق دیے ہیں، چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِۚ[39]۔

"دستور کے مطابق عورتوں کے مردوں پر وہی حقوق ہیں جو ان پر مردوں کے حقوق ہیں"۔

---

[36] *Jami Tirmidhi*, Hadith: 2819.
[37] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Al Imran: 134.
[38] *Sahih Bukhari*, Hadith: 10; *Sahih Muslim*, Hadith: 40.
[39] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Baqarah: 228.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

یہ آیت کریمہ معاشرت میں صنفی توازن اور مساوات کی بنیاد رکھتی ہے۔

معیشت میں اسلام کا تصورِ اعتدال:

معیشت میں اسلام کا تصورِ اعتدال نہایت واضح ہے۔ اسلام نہ تو سوشلزم کی طرح تمام وسائلِ رزق کو سرکاری ملکیت قرار دیتا ہے اور نہ ہی سرمایہ دارانہ نظام کی طرح ان کے حصول میں بے مہار آزادی دیتا ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق تمام وسائل ِ رزق تمام انسانوں کے لیے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اکیلا یا کوئی خاص طبقہ ان پر قابض رہ کر باقیوں کو بھوک مارے یا ان کے لیے تنگی پیدا کرے، چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا[40] "اللہ وہی ہے جس نے زمین کے تمام وسائلِ رزق تم سب کے لیے پیدا کیے ہیں"

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ[41]

"ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ دیا اور اسی میں تمہارے لیے وسائلِ رزق پیدا کیے"

اور ان تمام وسائل کو تمام انسانوں کے لیے پیدا کیا گیا مگر ملیں گے ان کو جو تلاش و جستجو کریں گے:

وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍؕ-سَوَآءً لِّلسَّآىٕلِیْنَ[42]

"اور اللہ تعالٰی نے زمین کے اوپر پہاڑ رکھ دیے اور زمین میں برکتیں رکھ دیں (ہر چیز وافر مقدار میں رکھ دی) اور اس میں بسنے والوں کے لیے چار دن میں وسائلِ رزق مہیا کر دیے، اور (یہ تمام وسائل رزق ان کے لیے برابر ہیں جو تلاش کریں گے"

پھر ترغیب بھی دی کہ ان کو جائز طریقے سے حاصل کرو:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ[43]

"جب نماز ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو"

لیکن اس میں اعتدال اس طرح قائم کیا گیا کہ ناجائز ذرائع سے روزی حاصل کرنے سے روکا گیا جیسے سود، رشوت، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی بیشی، جوا، سٹہ، سرکاری مال میں خورد برد وغیرہ۔ یہ جائز اور ناجائز کی حدیں اس لیے مقرر کی

[40] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Baqarah: 29.
[41] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-A'raf: 10.
[42] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Hud: 10.
[43] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Jumu'ah: 10.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

گئیں تاکہ کسی کا حق نامارا جائے اور کچھ لوگ یا کوئی طبقہ ناجائز طور پر وسائلِ رزق پر قابض نہ ہو جائے، چناں چہ فرمانِ الاہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔[44]

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہارے مابین لین دین ہو باہمی رضامندی سے"

باطل طریقوں میں وہ تمام ناجائز طریقے آجاتے ہیں جن سے اسلام نے روکا ہے۔

پھر تلاشِ رزق میں بھی اعتدال کی تعلیم دی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ انسان صرف مال ہی جمع کرتا رہے اور باقی فرائض سے غافل رہے، چناں چہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: واجملوا في الطلب[45] "تلاشِ رزق میں اعتدال سے کام لیا کرو"

پھر اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ جو مال آپ نے حاصل کیا اسے خرچ بھی کرو؛ کاروبار میں لگاؤ تاکہ دوسروں کی روزی کا ذریعہ بنے اور اپنے والدین، اہل و عیال اور جن کی کفالت کی ذمہ داری آپ پر ہے ان پر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرو اور مسکینوں و محتاجوں کی مدد بھی کیا کرو تاکہ آپ کو روحانی سکون بھی میسر ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام ایک جامع اور متوازن معاشی نظریہ دیتا ہے جو نہ صرف انسان کی مادی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو بھی مضبوط بناتا ہے۔ یہی وہ نظام ہے جو عدل، مساوات، اور فلاحِ عامہ کے ذریعے ایک پر امن، مستحکم اور خوشحال معاشرہ قائم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

اسلامی سیاست میں اعتدال:

اسلامی سیاست کا بنیادی اصول امانت، عدل اور خدمتِ خلق ہے۔ اسلام کی نظر میں ریاست کے سربراہ کا عہدہ عوام کے پاس ایک امانت ہے جو مستحق کے حوالے ہونا چاہیے، لہذا عوام کا فرض ہے کہ باہمی مشورے کے ساتھ یہ عہدہ مستحق شخص کے حوالے کریں اور پھر حکمران کا فرض ہو گا کہ اس عہدے کو اپنے پاس امانت اور ذمہ داری سمجھتے ہوئے عوام کے مابین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کے مطابق انصاف قائم کرے اور خلق کی خدمت کرے، چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[44] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nisa: 29.
[45] Al-Albani, Nasir al-Din, Allama, *Silsilah al-Ahadith al-Sahihah*, trans. Abu al-Hasan Abdul Mannan Rasikh, 2009 AD, Hadith: 2866.

وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ[46] "اور ان کے کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں"

عوام کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ حکمران کا عہدہ ایک امانت ہے اور حکمرانوں کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ ان کے پاس جو وزارتیں یا ذیلی عہدے یا سرکاری خزانہ ہے، امانت ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا[47]۔

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حوالے کرو جو ان کے اہل ہیں"۔

اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ حکمران ایسے ہوں جن سے عوام محبت کرے اور وہ عوام سے محبت کریں۔ مطلب کہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ عوام کی مرضی اور پسند کے بنا، طاقت کے زور پر عوام پر مسلط ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ [48]۔

"تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں"۔

اسلام کا سیاسی نظام طاقت کے توازن، مشاورت، جواب دہی اور شفافیت پر قائم ہے۔ اسلام کی سیاست دراصل عبادت کا ایک رخ ہے، جس کا مقصد اقتدار یا غلبہ حاصل کرنا نہیں بلکہ عدل و انصاف کا قیام اور انسانی خدمت ہے۔ اسلامی سیاست کا محور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور انسان کی خلافت پر قائم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ [49]۔ "حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے"۔

مذکورہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلام میں اقتدار و قانون سازی کا سرچشمہ انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ اسلام کا سیاسی تصور نہ آمریت کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی لا قانونیت کو، بلکہ ایک معتدل اور منصفانہ نظامِ حکومت قائم کرتا ہے۔

اسلام میں اقتدار کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ حکمران دراصل اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کا نگہبان ہوتا ہے اور اسے عوام پر جبر و ظلم کی اجازت نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو عدل وانصاف فراہم کرے، ان کا

[46] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Shura: 38.
[47] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah al-Nisa: 58.
[48] Al-Nishapuri, Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Bab: Achhe aur Bure Hakimon ka Bayan, Kitab al-Imarat, Dar al-Salam, Hadith: 1855.
[49] *Al-Qur'an al-Karim*, Surah Yusuf: 40.

Vol. 11, No. 2 || July-December -2025|| P. 49-68
https://doi.org/10.29370/siarj/21urduar3

اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے تحفظ کرے اور عوام کی خوشحالی کے لیے کام کرے تاکہ ریاست کے اندر نہ تو کسی کو خوف ہو اور نہ کوئی بھوکا سوئے۔ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اگر فرات کے کنارے ایک بکری بھی پیاس سے مر گئی تو عمر سے اس کا حساب لیا جائے گا''[50]۔

یہ قول واضح کرتا ہے کہ اسلامی سیاست میں حاکم اللہ کے حضور جواب دہ ہے، نہ کہ مطلق العنان۔

خلاصہ البحث:

اسلام کا تصورِ اعتدال ایک ایسا ہمہ گیر اور جامع اصول ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں توازن، عدل، انصاف اور اخلاقی برتری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ تصور نہ صرف عبادات اور روحانیت تک محدود ہے بلکہ معیشت، معاشرت اور سیاست کے ہر گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ اسلام نے انسان کو افراط و تفریط سے بچاتے ہوئے ایسی معتدل راہ دکھائی ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کا حسن جمع ہے۔

عقائد و عبادات کے میدان میں اسلام انسان کو روحانی طہارت، باطنی سکون اور عملی نظم کا درس دیتا ہے۔ اسلام نہ رہبانیت کی طرح دنیا سے کنارہ کشی کی اجازت دیتا ہے اور نہ مادی لالچ میں مبتلا ہونے کی۔ عبادات کا مقصد محض رسمی اعمال کی ادائیگی نہیں بلکہ انسان کے باطن کی اصلاح، اخلاقی تربیت، معاشرتی ہمدردی اور اللہ سے مضبوط تعلق قائم کرنا ہے۔

معیشت میں اسلام کا تصورِ اعتدال دنیاوی ضرورت اور اخروی فلاح کے درمیان توازن پیدا کرتا ہے۔ اسلام نے نہ سرمایہ داری کے استحصال کو قبول کیا اور نہ اشتراکیت کے جبر کو۔ اس نے ایک منصفانہ نظام قائم کیا جس میں ملکیت کا حق بھی تسلیم کیا گیا اور سماجی ذمہ داری کو بھی لازم قرار دیا گیا۔ زکوٰۃ، انفاق، صدقات اور حرام ذرائع سے اجتناب جیسے اصول اس نظام کی اساس ہیں۔ اسلامی معیشت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں گردش نہ کرے بلکہ پورے معاشرے میں عدل و مساوات کے ساتھ تقسیم ہو، تاکہ طبقاتی تفریق، غربت اور استحصال کا خاتمہ ممکن ہو۔

معاشرت میں اسلامی اعتدال نے اخلاقی اقدار اور انسانی مساوات کے ذریعے استحکام پیدا کیا ہے۔ اسلام نے ایک ایسے

[50] Ghazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Imam, *Ihya Ulum al-Din*, Urdu trans. Maulana Nadeem al-Wajidi, Dar al-Ishaat, Urdu Bazar Karachi, 2010 AD, vol. 2, p. 338

معاشرتی ڈھانچے کا تصور دیا ہے جس میں ہر فرد کی عزت، حق اور آزادی کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ یہ نظام نہ فرد کی خودسری کی اجازت دیتا ہے اور نہ معاشرتی جبر کو قبول کرتا ہے۔ عدل، محبت، رواداری، خیر خواہی اور باہمی احترام وہ اقدار ہیں جن پر اسلامی معاشرت کی بنیاد قائم ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک پرامن، متوازن اور انصاف پسند معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

سیاست کے میدان میں اسلام کا تصور اعتدال حکمرانی کے اصولوں کو اخلاقی و عدالتی بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ اسلام میں اقتدار امانت ہے، حکام جوابدہ ہیں اور رعایا کے حقوق کی تکمیل لازم ہے۔ مشاورت، شفافیت، امانتداری، عدل اور مساوات اسلامی سیاسی نظام کے ستون ہیں جو طاقت اور انصاف کے درمیان توازن پیدا کرتے ہیں۔

یوں اسلام کا تصور اعتدال ایک ہمہ گیر فلسفہ ہے جو انسان کو افراط و تفریط، ظلم و زیادتی، طبقاتی تقسیم اور انتہا پسندی سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ تصور نہ صرف روحانی و مذہبی اعتبار سے انسان کو مضبوط کرتا ہے بلکہ معاشی استحکام، معاشرتی ہم آہنگی اور سیاسی انصاف کے لیے ایک مکمل اور پائیدار راہ عمل پیش کرتا ہے۔ اسلام کا یہ نظریہ آج کے عالمی تناظر میں بھی انسانیت کے لیے امن، عدل، برابری اور فلاح عامہ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)